نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا

توصیف احمد ہزاروی

موسم کی تبدیلی کے ساتھ سیاسی درجہ حرارت میں بھی تبدیلی آ رہی ہے، سیاست کا خاردار میدان میدانِ جنگ کا منظر پیش کر رہا ہے، کوئی صدر مملکت زرداری صاحب سے ''گو زرداری گو'' اور کوئی میاں صاحب سے ''گو نواز جدہ گو'' کا مطالبہ کر رہا ہے، کوئی احتساب کا نعرہ مستانہ بلند کیے وزارت عظمیٰ کی طرف لپک رہا ہے اور کوئی بھاٹی چوک میں کسی کو لٹکانے کی بات کر رہا ہے۔ یادگار چوک میں کپتان کے جلسے نے ہلچل مچا دی اور اب چکوال اور پشاور کے جلسوں نے تو میدانِ سیاست کے لیے نیا رخ متعین کر دیا ہے۔ ''عمران خان تبدیلی کا نشان'' کے نعرے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دراصل اسٹیبلشمنٹ دونوں روایتی جماعتوں (نون لیگ اور پی پی) سے تنگ آ کر نئی طاقت کو مسند اقتدار پر فائز دیکھنا چاہتی ہے یہی وجہ ہ کہ بہت سے ''یار لوگ'' پرانی وفاداریوں کو بھول بھلا کر کپتان کی ٹیم میں دھڑا دھڑ شامل ہو رہے ہیں اسٹیبلشمنٹ پشت پناہی کیوں نہ کرے ان کے ''مامے'' امریکہ نے کپتان کی کامیابی کی امید ظاہر کر دی ہے۔

کیمرون منٹر بجا فرماتے ہیں '' کپتان امریکہ مخالف نہیں یہ ہمیں قبول ہے اور ہم اس کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں، گزشتہ دنوں آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل پاشا کی موجودگی میں کیمرون سے کپتان کی ملاقات بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ روزنامہ جنگ کے کالم نگار ہارون الرشید تو تصورات و تخیلات کی دنیا میں کپتان کے سر وزارتِ عظمیٰ کا تاج سجا رہے ہیں فرماتے ہیں ''انشاء اللہ جب کپتان وزارتِ عظمیٰ کا حلف لے رہا ہوگا تو میں سبزی منڈی کی گلیوں سے گزر کر اس کہنہ مکان میں جاؤں گا اور پوچھوں گا کہ حضور! اب فیصلہ کیا ہے''۔ ابن الوقت اور چڑھتے سورج کے پجاری امریکی حمایت کے بعد پروانہ وار تحریک انصاف میں شامل ہو رہے ہیں کیونکہ پاکستان میں حکومتوں کے قیام اور اسمبلیوں کی تحلیل کے پسِ پشت امریکی اشیر باد کافی حد تک کارفرما ہوتی ہے۔ امریکہ شطرنج کے مہروں کی طرح اپنے مفاد کے حکمراں جب چاہے جیسے چاہے جسے چاہے رکھتا رہتا ہے اور ضرورت پوری ہونے پر اپنا ''دستِ کرم'' اُٹھا لیتا ہے۔ لیکن اس ''چالاک'' کی چالاکی ہمارے حکمرانوں کو اس وقت سمجھ آتی ہے جب تلک وہ اپنے آقا کی خدمت میں بہت سے کارنامے سرانجام دے چکے ہوتے ہیں۔

اس بات میں دوسری رائے نہیں کہ کپتان نے 1992 کے ورلڈ کپ میں قوم کا سر فخر سے بلند کیا، شوکت خانم ہسپتال اور نمل یونیورسٹی کے قیام سے غریبوں کے دل جیتے ہیں، ان کی طلسماتی شخصیت نوجوانوں کے دل کی آواز ہے ان کے جلسوں میں نوجوانوں کی بھاری اکثریت دکھائی دیتی ہے کپتان نواز شریف اور زرداری کو بولڈ کر کے پویلین کی راہ دکھانا چاہتے ہیں وہ یہ بھی بجا فرماتے ہیں ''چور چور کا احتساب نہیں کر سکتا'' تاہم جب سے انہوں نے یادگار چوک میں تاریخی جلسہ کیا ان کے ذہن میں وزارت عظمیٰ کا بھوت سوار ہو چکا ہے اور ان کے رویے میں کافی تبدیلی محسوس کی جارہی ہے، کپتان کی امریکہ کے ساتھ دوستی کی

پینگیں بڑھانے کی ابھی سے سے بازگشت سنائی دینے لگی اور ڈرون حملوں کے خلاف اٹھنے والی آوازیں دب کر رہ گئی ہیں۔

کپتان بذاتِ خود لبرل طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، کپتان کے پاس کوئی نیا نظام نہیں، وہی فرسودہ نظام لیے نئے نئے چہرے میدانِ سیاست میں نئی آن نئی شان کے ساتھ اتر رہے ہیں یہ مقولہ مشہور ہے کہ آزمائے ہوئے کو آزمانا جہالت ہے۔ کپتان خود نہ سہی لیکن ان کی ٹیم آزمودہ ہے کوئی نون لیگ سے طلاق یافتہ ہے تو کوئی پی پی کا بھگوڑا، کوئی قاف لیگ کے چنگل سے آزاد ہوا ہے اور کوئی وہ ہے جس کے لئے کسی پارٹی کے پاس کوئی جائے پناہ نہیں اور وہ اپنا مستقبل کپتان کی ٹیم میں محفوظ سمجھتے ہیں۔ ایسے میں نظام کی تبدیلی کی تمنا کرنا حماقت ہے۔ یہ وہی فرسودہ نظام ہے جس کے ظلم کی چکی میں ہم پون صدی سے پس رہے ہیں، اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم چہرے نہیں نظام بدلنے کی کوشش کریں بندوں کا بنایا ہوا نظام ناقص ہے جو کہ ہمارے مسائل کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ اگر نوجوان کپتان کی ٹیم میں شامل ہونا چاہیں تو انہیں اس بات کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہم دیدہ و دانستہ کس نظام کی جڑیں مضبوط کر رہے ہیں، آیا ہم وطنِ عزیز پاکستان کے حصول کے لئے چھ لاکھ شہدا کی قربانیوں کو سبوتاژ کر کے ان کے خون سے غداری کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔۔۔؟ شہداء نے اپنے خون سے اس دھرتی کی آبیاری کی ہے، کیا ان کی قربانی اسی فرسودہ نظام کے بقاء کے لیے تھی۔؟؟؟ یہ وقت ہے کہ ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں چہرے نہیں نظام بدلنا ہے نظام کی تبدیلی میں نوجوانوں کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ نوجوان کسی بھی قوم کا چالیس فیصد ہوتے ہیں، جو آج کے نوجوان ہیں چالیس سال بعد حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہوگی انہیں اس ملک کی تقدیر بدلنی ہے۔ انہی جوانوں کو اقبالؒ نے نظرِ عقابی، فکری بیداری، شاہین کی پرواز، پہاڑوں کی چٹانوں پر بسیرا کرنے اور ستاروں پر کمند ڈالنے کے لیے کمربستہ کیا۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے منزل ان کو اپنی آسمانوں میں

گزشتہ دنوں حکومت نے اپنی سابقہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے عوام پر گیس اور بجلی کی گرانی کے دو بم گرا دیے، یہ انتہائی افسوس ناک امر ہے، مہنگائی کا عفریت جو پہلے ہی بوتل سے باہر ہے اس گرانی نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ ''روٹی کپڑا اور مکان'' کا سلوگن لے کر مسندِ اقتدار پر فائز ہونے والے کسی نہ کسی بہانے غریب عوام سے یہ چیزیں چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر ماہ عوام کو مہنگائی کا خصوصی تحفہ عنایت کر کے عوام کے ''دلوں'' پر حکمرانی کرتے ہیں۔ گرانی کی دلیل دیتے ہیں کہ کروڑوں روپے سرکاری خزانے میں آئیں گے۔ سوال یہ ہے کہ پہلے جو عوام کے خون پسینے کو نچوڑ کر خزانہ بھرا پڑا ہے آیا وہ کافی نہیں؟ حکمرانوں کی عیاشیاں بامِ عروج پر ہیں وہ اپنے اخراجات تعیّشات کو ترک کرنے پر راضی نہیں اور عوام کے خون پسینے کی کمائی سے خزانے بھرنے کے متمنی ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ وقت احتساب قریب ہے عوام کے جذبات سے کھیل کر تماشا بینی کرنے والے جلد ہی عوامی غیظ وغضب کا شکار ہوں گے اور اقتدار کے نشے میں مدہوش حکمران اور ان کے حواری عوامی سیلاب میں خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تُند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا